مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء

مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ

منور سلطان ندوی

(رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء)

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ
مولف	:	منور سلطان ندوی (رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ)
صفحات	:	۵۲
سن اشاعت	:	ستمبر ۲۰۲۰ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۴۰/ روپئے

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

ملنے کے پتے:

۱- مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، احاطہ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون: 0522.2741439

۲- مکتبہ ندویہ، احاطہ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون: 8960997707

فہرستِ مضامین

مقدمہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۵
پیش لفظ مولانا عتیق احمد بستوی ۸
قیام کا پس منظر ۱۲
مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس ۱۴
اراکین ۱۶
فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء ۱۸
مقاصد ۱۸
علمی وفکری منہج ۱۹
طریقۂ کار ۲۲
سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی ۲۲
دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی ۲۳
بیرون ہند کے علماء سے رابطہ ۲۳
مسائل کی پہلی فہرست ۲۴
مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال ۲۵
مجلس کے پہلے ناظم ۲۸
کام کا آغاز ۲۹
مجلس کی دوسری مشاورتی نشست ۲۹

انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اور اس کی ترسیل ۳۰
انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں ۳۱
مجلس کی تیسری مشاورتی نشست ۳۲
انشورنس کے مسئلہ پر مجلس کا فیصلہ ۳۳
مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر ۳۵
سرکاری قرضہ اور رؤیت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری ۳۶
رؤیت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں ۳۶
مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست ۳۷
رویت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ ۳۸
سرکاری قرضہ کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات ۴۲
مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم ۴۳
مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست ۴۳
مجلس کی کوششیں۔ نئے انداز میں ۴۶
تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت ۴۷
نئے سکریٹری کا انتخاب ۴۷
مقاصد میں توسیع ۴۸
مجلس کے سرپرستان، ارکان مشاورت اور علمی معاونین ۵۰
سرگرمیوں کا آغاز اور ترجیحی کام ۵۱

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد!

اسلام جب آیا عرب عمومی طور پر جاہل تھے، قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ ان میں اسلام اتارا، تاکہ بعد میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا، اور ان کا علاقہ جزیرۃ العرب کی جغرافیائی نوعیت ایسی تھی کہ غیر علاقے کے لوگوں سے ربط دشوار تھا، ان کو جو معلوم کرنا ہوتا آپس میں ہی معلوم کرتے تھے، اور غیروں کے واسطے سے معلوم کرنے میں بڑی دشواری تھی، ان پڑھ لوگوں میں اسلام کو اتارنے کے ساتھ ان کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی، سورہ اقرء میں اس کی واضح تلقین ہے، اور اس کی تاکید بھی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

اقرأ باسم ربك الذی خلق، خلق الانسان من علق۔ (سورہ علق)

پڑھو! اس ذات کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

اور فرمایا:

علم الانسان مالم یعلم۔ (سورہ علق)

انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا

اس طرح اسلام کا تعلق علم سے گہرا ہو گیا، اور مقصد علم کو بھی قرآن مجید سے وابستہ فرمایا، اس کے اثر سے عربوں نے نہ صرف اس کو پوری طرح حاصل کیا بلکہ دوسری قوموں

تک علم کو پہونچانے کا کام کیا، اور یہ ناواقف قوم پوری دنیا میں علم میں سب سے ممتاز ہو گئے، اس طرح ان کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ اور ان کی شریعت آخری شریعت بنادی گئی، آخری سے مراد مکمل اور سب سے جامع ہونا ہے، اور ہمیشہ کے لئے ہونا ہے، خواہ دنیا میں جب بھی جیسے بھی حالات آئیں، تمدنی حالات ہوں، جغرافیائی حالات ہوں، سائنسی حالات ہوں، سب میں اسلامی شریعت رہنما شریعت ثابت ہوگی، اور ہمیشہ اس نے رہنمائی کی، اس لئے اس بات کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی رہی کہ نت نئے مسائل کے حل کے لئے ہمارے فضلاء تیار ہوں، اور اس کے لئے اکیڈمیاں اور کمیٹیاں بھی تشکیل پائیں اور علماء باہم مشورہ اور تحقیقات پیش کرنے سے اور اس پر مذاکرہ اور تبادلہ خیال کا ایک اچھا طریقہ بھی نکالا، چنانچہ فقہ اکیڈیمیاں اور تحقیقات شرعیہ کی مجالس کا قیام عمل میں آیا، ندوۃ العلماء نے بھی ضرورت سمجھی تھی کہ اس تعلق سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں لائے، مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ندوۃ العلماء کا ناظم منتخب ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کے لئے ایک اجتماع بلایا تھا، جس میں ملک کے ممتاز علماء اور فقہاء اور دوسرے اہل علم شریک ہوئے تھے، اور ان کی سرکردگی میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام عمل میں آیا، جس کے ناظم اول ممتاز عالم اور فقیہ مولانا محمد تقی امینی کو بنایا گیا، اور پھر اس کے اہم ذمہ دار مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ہوئے، جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علوم شرعیہ کے موقر استاذ تھے، ان کے بعد یہ ذمہ داری ایک دوسرے بڑے فاضل اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی کے سپرد ہوئی، اور وہ ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ قرار پائے، اب اس کے ذمہ دار و ناظم مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہیں، جو اچھا تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اور ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات سامنے آتی رہی ہیں، ادارہ کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد انہوں نے اس تعلق سے کچھ اہم اشاعتیں پیش کی ہیں، ان میں ایک اشاعت ''مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ'' بھی ہے، جو مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء شائع کر رہا ہے،

اس کے مرتب مجلس کے رفیق اورآفس انچارج اوردارالعلوم ندوۃ العلماء میں فقہ کے استاذ مولوی منور سلطان ندوی ہیں، جوفتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب کا کام بھی کررہے ہیں، اورالحمدللہ اس کی بھی تین جلدیں سامنے آچکی ہیں، یہ رسالہ ادارہ کی اہمیت اورمقصد کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی، اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اورلوگوں کواس اہم ضرورت کی طرف متوجہ فرمائے۔

محمد رابع حسنی ندوی
ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی، رائے بریلی
۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

پیش لفظ

اداروں اورتحریکوں کوقائم کرنااورانہیں ترقی دینا آسان کام نہیں ہے، ہر دور میں چند ہی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں اللہ تعالی عظیم اداروں اورمفید تحریکات کے قیام اورانہیں ترقی دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے، مفکراسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ ان چنیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالی نے بڑے بڑے کاموں کی توفیق عطا فرمائی، اور عالمی سطح پرانہیں شہرت اورمقبولیت سے نوازا، ان کے دور میں ندوۃ العلماء کی تعلیمی تحریک پوری دنیا میں متعارف اورمقبول ہوئی، دارالعلوم ندوۃ العلماء ان کے دور میں بام عروج تک پہونچا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے جن تحریکات میں قائدانہ شرکت کی اور ان کے کاموں کوآگے بڑھایاان میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، دینی تعلیمی کونسل اترپردیش اورآل انڈیا مسلم مشاورت کا نام نمایاں ہے، جن تحریکات کے وہ اصل بانی مبانی ہیں اوران کے فکروعمل کی برکت سے جوتحریکات وجود میں آئیں ان میں سب سے نمایاں تحریک پیام انسانیت، رابطہ ادب اسلامی اورمجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ ہیں، ان تحریکات اور اداروں کوحضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے اپنے رفقاء کی مدد سے برپا کیا اور ترقی کے منازل تک پہونچایا۔

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا ایک عظیم کارنامہ جس کی طرف عام اہل علم کی نظر بہت کم پہونچتی ہے، مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء بھی ہے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا یہ کام ان کے اہم ترین کاموں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے، جس وقت انہوں نے

اپنے بعض مخلص رفقاء کے تعاون سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا خاکہ بنایا اور پوری جرأت و ہمت سے اس کام کا آغاز کیا اس وقت ہندوستان ہی نہیں پورے عالم اسلام میں نئے مسائل پر اجتماعی غور وخوض کے ادارے نہ ہونے کے برابر تھے، جدہ فقہ اکیڈمی، مکہ فقہ اکیڈمی، ادارہ مباحث فقہیہ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا یہ سب بعد کے کام ہیں، اجتماعی اجتہاد اور اجتماعی غور وخوض کے لئے اس سے پہلے جامعۃ الازہر نے ۱۹۶۱ء مجلس البحوث الاسلامیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا، جو ایک خوشگوار پہل تھی، عالم عرب میں اس کے ذریعہ نئے مسائل پر اجتماعی غور وخوض کا آغاز ہوا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ہندوستان کے ممتاز ترین علماء اور فقہاء کی مدد سے نومبر ۱۹۶۳ء میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم فرمائی، جو ابتدائی نشستوں ہی سے سرگرم عمل ہوگئی، مجلس کے اغراض ومقاصد طے کئے گئے، اس کے کام کا فکر ومنہج طے پایا، اراکین مقرر کئے گئے، ہندو بیرون ہند کے جن علماء سے نئے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں علمی تعاون حاصل کرنا تھا ان کی فہرست بنائی گئی اور ان سے رابطے کئے گئے، ان موضوعات کی ایک فہرست بھی بنائی گئی جن پر یکے بعد دیگرے اجتماعی غور وخوض کرنا تھا، اور ان کی بابت فیصلے کرنے تھے، مجلس تحقیقات شرعیہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے تیار کردہ فکر ومنہج کے مطابق چند سال سرگرم رہی، متعدد اہم ترین مسائل پر میٹنگیں ہوئیں اور فیصلے کئے گئے، جن کی بازگشت پورے برصغیر میں سنی گئی، اگر اسی انداز سے یہ کام آگے بھی جاری رہتا تو بہت بڑا علمی وفقہی سرمایہ ہوتا، اور بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل علماء اور اصحاب افتاء کے اجتماعی غور وخوض سے پیش کیا جاچکا ہوتا، لیکن خدا جانے ایسی کیا رکاوٹیں پیش آئیں کہ کام کا وہ منہج ترک کرنا پڑا اور تحقیقات شرعیہ کا کام انفرادی بحث وتحقیق تک محدود ہوگیا۔

زیر نظر کتابچہ ''مجلس تحقیقات شرعیہ: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ'' میں اس کے مرتب عزیزم مولانا منور سلطان ندوی نے کوشش کی ہے کہ مجلس کا پورا تعارف پیش کردیا جائے،

اور جن مقاصد کے لئے مجلس وجود میں آئی اور اس کے ذریعہ جو اہم کام انجام پائے ان پر اختصار کے ساتھ بھرپور روشنی ڈال دی جائے، مرتب نے میری نگرانی اور مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا پورا قدیم ریکارڈ پڑھ کر اور اس سے متعلق اخبارات وجرائد میں شائع شدہ مضامین کا مطالعہ کرکے مجلس کی یہ مختصر تاریخ تیار کی ہے، جو مجلس کے کاموں کے لئے ایک آئینہ ہے، اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی بلند نگاہی، دور بینی، اور بروقت شرعی رہنمائی فراہم کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرتی ہے۔

ندوۃ العلماء کے موجودہ ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور نائب ناظم مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم نے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کے احیاء کا فیصلہ کیا، ان حضرات کی خواہش ہے کہ مجلس اپنے قیام کے چند سال تک جس طرح فعال اور سرگرم عمل رہی، دوبارہ پھر اسی انداز سے علمی، تحقیقی اور اجتماعی غور وفکر کے کاموں کو لے کر آگے بڑھے، مجلس تحقیقات شرعیہ دور حاضر کے مسائل ومشکلات اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر بحث وتحقیق، اور اجتماعی غور وخوض کے خاکے تیار کرے، اور اس میں رنگ بھرے، نوجوان فضلاء کو علم وتحقیق کے اس کارواں سے جوڑا جائے، اور دار العلوم ندوۃ العلماء کے آخری درجات کے طلبہ میں فقہی اور شرعی موضوعات کے مطالعہ اور ان پر بحث وتحقیق کا ذوق پیدا کیا جائے، انہی احساسات کے ساتھ بڑوں کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کی تشکیل نو ہوئی ہے، کاموں کا کچھ خاکہ تیار کیا گیا ہے، اس کا بھی مختصر تذکرہ اس کتابچہ میں آپ کو ملے گا، آپ سے درخواست ہے کہ حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء دامت برکاتہم نے جن نیک ارادوں اور بلند عزائم کے ساتھ مجلس تحقیقات شرعیہ کے احیاء کا فیصلہ کیا ہے، اس کی تکمیل کے لئے دعا کریں، اور اپنے مفید مشوروں اور بھرپور تعاون سے مجلس کو نوازیں۔

اللہ تعالی ندوۃ العلماء کی تعلیمی واصلاحی تحریک (جس کی دور حاضر میں بھی سخت ضرورت ہے) کو قبولیت اور کامیابی سے ہمکنار کرے، اور حضرت مولانا علی میاں ندویؒ

نے جن بلند مقاصد کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ قائم فرمائی تھی انہیں پورا کرنے کی مجلس کے ذمہ داران اور خادموں کو توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ

عتیق احمد بستوی
سکریٹری مجلس تحقیقات شرعیہ
استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء

قیام کا پس منظر

اسلامی علوم وفنون کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں میں ایسے علماء پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے دور کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے اس وقت کے جدید مسائل پر مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، تاریخ اسلام میں علمی وفکری بنیادوں پر جتنے مسائل ابھرتے رہے اور معاشی وتمدنی تبدیلیوں اور سائنس کی ترقی کے نتیجہ میں جتنے جدید مسائل سامنے آتے رہے ہر دور کے علماء نے ان مسائل میں مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

بیسویں صدی جدید معاشی وتمدنی تبدیلیوں، صنعتی انقلاب، سائنسی علوم وافکار اور مختلف طرح کی علمی وفکری آویزشوں کی آماج گاہ رہی ہے، پوری دنیا بیک وقت مختلف النوع تبدیلیوں بلکہ انقلابات سے دوچار ہوئی ہے، ایسے وقت میں نباض علماء، دوراندیش مفکرین اور بصیرت مند مصنفین نے وقت کے تقاضوں کو محسوس کرتے ہوئے تمدنی و معاشرتی تبدیلیوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کی وجہ سے معاشرہ وسماج میں آنے والی تبدیلیوں اور جدید پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے پوری طرح کمربستہ ہوگئے، برصغیر میں مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، مولانا ابوالمحاسن سجادؒ، مولانا عبدالصمد رحمانیؒ، اور ان جیسے دیگر علماء کی تصانیف اور ان کی کاوشیں اس بات کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔

بیسویں صدی کی ابتداء، اور وسط میں انجام پانے والی علمی وفقہی کاوشیں زیادہ تر انفرادی حیثیت کی حامل ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ازدواجی حقوق سے محروم مظلوم عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ملک کے ممتاز علماء کے علاوہ حجاز کے علماء وفقہاء سے علمی رابطہ فرمایا اور اس مسئلہ سے متعلق مالکی فقہاء کی رائے لے کر الحیلۃ الناجزۃ

للحلیلۃ العاجزہ کے نام سے کتاب مرتب فرمائی، ان کا یہ تاریخی اقدام حل طلب مسائل پر اجتماعی غور وفکر کی بڑی عظیم اور کامیاب کوشش تھی، جسے اللہ تعالی نے قبولیت سے نوازا۔

بیسویں صدی کے نصف آخر میں مسلم دنیا کے مختلف حصوں اور خصوصاً مصر سے جدید پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے اجتماعی اجتہاد کی صدا بلند ہوئی، اور سب سے پہلے جامعہ ازہر مصر کے علماء نے اس سلسلہ میں علمی پیش رفت کی، ان علماء کی کوششوں سے ۱۹۶۱ء میں ازہر کے علماء پر مشتمل مجمع البحوث کا قیام عمل میں آیا، اور برصغیر ہندوپاک میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۳ء میں اجتماعی اجتہاد کا تصور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ میں پیش فرمایا جہاں ملک کے چیدہ علماء جمع تھے، حضرت مولانا نے اسی مجلس میں اس مقصد کے لئے کسی ادارہ کے قیام کی تجویز بھی پیش فرمائی، حضرت مولانا نے اس وقت اپنے خطبہ میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت اور اس حوالہ سے ندوۃ العلماء کی ذمہ داری کو تفصیل سے بیان فرمایا، آپ نے فرمایا:

کسی زمانے میں بھی کوئی بڑا علمی وتعلیمی ادارہ ان فقہی مسائل سے غیر متعلق نہیں رہ سکتا جو جدید حالات، تمدن، علوم وسائنس کی ترقی اور نئے تنظیمی واقتصادی نظاموں نے پیدا کردئے ہیں، مسلمان بجا طور پر ان دینی مراکز سے جن میں اونچے پیمانہ پر فقہ واصول فقہ کی تعلیم ہوتی ہے، ان مسائل میں رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں، اور ایک بڑا طبقہ جو دینی احساس اور خوف خدا رکھتا ہے ان کے بارے میں حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے مضطرب ہے، ندوۃ العلماء پر یہ ذمہ داری خاص طور پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ علماء کی اس انجمن کے قیام اور ایک بلند پایہ دار العلوم کی تاسیس کے اہم مقاصد میں سے نئے مسائل پر غور اور جدید تبدیلیوں کے مطابق احکام وجزئیات کا استنباط اور مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فرض بھی شامل تھا، اگرچہ پرسنل لاء کے مسئلہ نے مسلمانوں میں اس ضرورت کا عام احساس اور اس سے دلچسپی پیدا کردی ہے، لیکن درحقیقت صرف پرسنل

لاء نہیں بلکہ تمام جدید حالات ومدنی مسائل پر غور وفکر کرنا اور ان کے بارے میں اپنی مثبت و واضح رائے دینا علماء کا اولین فرض تھا......ندوۃ العلماء کے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ وہ اپنے دار العلوم کے اندر یہ کام شروع کرے، اور اس کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کرے، دار العلوم میں بہت بڑا کتب خانہ ہے، صاحب نظر علماء کی بھی ایک جماعت ہے، اپنے خاص تعلقات کی بناء پر اس کو مصر وشام کے علمی اداروں اور مرکزی شخصیتوں سے رابطہ کرنے اور ان کے افکار وآراء سے استفادہ کرنے کا بھی بہترین موقع حاصل ہے، اس لئے میری رائے اور تجویز ہے کہ دار العلوم میں اس علمی وفکری کام کی تکمیل کے لئے ایک شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے ضروری انتظامات منظور کئے جائیں۔ (تعمیر حیات، ۲۵/نومبر ۱۹۶۳ء)

مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی تجویز کے بعد حضرت مولاناؒ کی دعوت پر یکم ستمبر ۱۹۶۱ء کو دار العلوم ندوۃ العلماء میں ملک کے منتخب اہل فکر علماء کا ایک مشاورتی جلسہ ہوا، جس میں نئے حالات سے پیدا ہونے والے مسائل پر شرعی نقطہ نظر سے غور وخوض اور ملت کی رہنمائی کرنے کے لئے 'مجلس تحقیقات شرعیہ' کے قیام کا فیصلہ لیا گیا، کاروائی رجسٹر کے مطابق حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی صدارت میں یہ نشست منعقد ہوئی، کاروائی کا آغاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ایک مقالہ ''مسلم ممالک میں پرسنل لا اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل'' سے ہوا جس میں مسلم پرسنل لا کے بارے میں تمام مسلم ممالک کے ابتک کے اقدامات کا جائزہ لیا گیا تھا، اس کے بعد مولانا تقی امینیؒ نے ''تدوین فقہ کی تاریخ اور موجودہ حالات کا جائزہ'' کے عنوان سے اپنا مقالہ پیش کیا جس میں ماضی میں اجتہادی کوششوں کے تسلسل کو پیش کرتے ہوئے

موجودہ وقت میں اجتماعی غوروفکراوراس کے مطلوبہ علمی منہج پر تفصیلی گفتگوکی،حضرت مولاناؒ نے مجلس کے طریقہ کار کی وضاحت فرمائی،اس نشست میں مولانا منظور نعمانیؒ اور مفتی رضا انصاری فرنگی محلیؒ نے بھی اظہار خیال کیا۔(کارروائی رجسٹر،قلمی)

اس جلسہ میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

''نئے حالات اور ایجادات نے جوایسے مسائل پیدا کردئے ہیں جن کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں یا وہ معاملات ومسائل جنہوں نے موجودہ زمانہ میں نئی شکل اختیار کرلی ہے ان مسائل میں غوروفکراوران کے بارے میں ممکن حدتک اجتماعیت پیدا کرنے کے لئے اصحاب نظر علماء کی ایک مجلس تشکیل کی جائے''۔(روداد پہلی نشست، قلمی)

اس ابتدائی نشست میں جوشخصیات شامل ہوئیں ان کے اسماء سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ افراد جہاں علم وفکراوردینی بصیرت میں اپنی مثال آپ تھے وہیں یہ ملک کے مختلف علمی دبستانوں کی نمائندگی بھی کررہے تھے،نشست میں شامل شخصیات کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ (مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

۲۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (معروف محدث)

۳۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (ناظم ندوۃ العلماء)

۴۔مولانا فخر الحسنؒ (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

۵۔مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ (دارالمصنفین ،اعظم گڑھ)

۶۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (خانقاہ رحمانی،مونگیر)

۷۔مولانا عمران خان ندویؒ (تاج المساجد،بھوپال)

۸۔مولانا ابواللیث ندویؒ (جماعت اسلامی ہند)

۹۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ (مفسر قرآن،ومدیر صدق جدید)

۱۰۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (مکتبہ الفرقان لکھنؤ)

۱۱۔مولانا محمد تقی امینیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۲۔مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (مدیر ماہنامہ برہان،دہلی)

۱۴۔مولانا رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)

اس پہلی نشست میں مجلس تحقیقات شرعیہ سے متعلق ابتدائی باتیں طے پائیں وہیں مجلس کے اراکین کی فہرست کے علاوہ سوالنامہ تیارکرنے کی کمیٹی اوردستورالعمل بنانے کی کمیٹی بھی بنائی گئی،اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجلس کے کام کے تئیں یہ اصحاب فضل وکمال کتنے سنجیدہ تھے،اورکس طرح وقت کی اہم ترین ضرورت کے لئے مضبوط ترین بنیاد رکھ رہے تھے۔

اراکین

مجلس تحقیقات شرعیہ کے لئے پورے ملک سے ممتاز علماء اوراصحاب افتاء کواراکین منتخب کیا گیا،جس میں مختلف دبستان علم وفکر کی نمائندگی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے،پہلی نشست میں منتخب کئے گئے ممبران کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (ناظم ندوۃ العلماء)

۲۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ (مفسر قرآن)

۳۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (معروف محدث)

۴۔مولانا ابواللیث ندویؒ (امیر جماعت اسلامی،ہند)

۵۔مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ (دارالمصنفین ،اعظم گڑھ)

۶۔مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۷۔مولانا محمد تقی امینیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۸۔مولانا فخر الحسنؒ (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

۹۔مولانا منظور نعمانیؒ (مدیر الفرقان لکھنؤ)

١٠۔مولانا عمران خان ندویؒ (تاج المساجد، بھوپال)

١١۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (خانقاہ رحمانی، مونگیر)

١٢۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (ایڈیٹر ماہنامہ برہان، دہلی)

١٣۔مولانا رضا انصاریؒ (فرنگی محل)

١٤۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰنؒ (ندوۃ المصنفین، دہلی)

١٥۔مولانا سید محمد میاںؒ (جمعیت العلماء، دہلی)

١٦۔مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

١٧۔مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

١٨۔مولانا پروفیسر عبدالوہاب بخاریؒ (پرنسپل نیو کالج، مدراس)

١٩۔مولانا عبدالصمد رحمانیؒ (امارت شرعیہ، بہار)

٢٠۔مولانا فخرالدینؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

٢١۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب پالن پوریؒ (مہتمم دارالعلوم چھاپی، گجرات)

٢٢۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ (خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف)

٢٣۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ (مکتبہ الفرقان لکھنؤ)

٢٤۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

٢٥۔مولانا ظفیر الدینؒ (دارالعلوم دیوبند)

٢٦۔مولانا عبیداللہ مبارکپوریؒ (مشہور اہل حدیث محدث)

٢٧۔مولانا غلام احمد صاحب (خطیب جامع مسجد بمبئی)

٢٨۔مولانا عنایت اللہؒ (شاہجہاں پور)

شاید باہم مشورہ کے بعد یا ان حضرات سے رابطہ کے بعد اس فہرست میں جزوی تبدیلی بھی ہوئی، مثلاً اسی فہرست میں مولانا ابواللیث ندوی کے نام کے سامنے مولانا سید احمد عروج قادری کے نام درج ہیں، اسی طرح مولانا فخرالحسن صاحب کے نام کے سامنے

مولانا مفتی محمود صاحب کا نام درج ہے۔ (کاروائی رجسٹر، قلمی)

فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء

یہ حضرات مجلس کے مستقل اراکین تھے، ان کے علاوہ دیگر متعدد علماء مجلس کی فقہی اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں، چند اہم شخصیات کے اسماء اس طرح ہیں:

١۔مولانا قاضی زین العابدین صاحبؒ (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ)

٢۔مولانا سید احمد عروج قادریؒ (مدیر ماہنامہ زندگی)

٣۔مولانا شبیر احمد میرٹھیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

٤۔مولانا مفتی نظام الدین (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)

٥۔مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

یہ حضرات مجلس کے رکن بنائے گئے تھے یا مدعو خصوصی کے حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔

مقاصد

مجلس کے درج ذیل مقاصد قرار دئے گئے:

١۔شرعی اور فقہی حیثیت سے ان مسائل پر غور کرنا اور حتی الوسع کسی اجتماعی فیصلہ تک پہونچنا جو زمانہ کے نئے حالات اور ایجادات نے پیدا کئے ہیں، اور ان کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں ہے۔

٢۔جن مسائل میں اس نئے دور میں عامہ مسلمین کے لئے ناقابل عبور دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں فقہ اسلامی کی مسلمہ مگر وسیع حدود کی پابندی کرتے ہوئے غور وفکر کے بعد ان میں آسانیاں پیدا کرنا۔

٣۔مسلم پرسنل لاء کی اس طرح تنقیح وترتیب اور قانونی شکل میں تدوین جس سے ان غلطیوں کی تصحیح ہوجائے جو ہندوستان کے رائج الوقت محمڈن لاء میں

داخل ہوچکی ہے، اوراسلامی شریعت میں ان کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(قلمی تحریر)

مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کی تاسیسی نشست میں مجلس کا تفصیلی خاکہ پیش کیا، جس میں مولانا نے مجلس کے مقاصد اور طریقہ کار کا تفصیل سے ذکر کیا، ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

ہر دور میں توجہ اور نظر ثانی کے مستحق وہ مسائل ہوتے ہیں جن کے بغیر معاشرتی نظام چل نہیں سکتا یا چل تو سکتا ہے لیکن قومی وملی ضرر کا واقعی اندیشہ ہوتا ہے، اور معاشرہ کی نموبخش فضا پر اثر پڑتا ہے، فقہ میں اس قسم کے جو اجتماعی مسائل موجود ہیں اور حال کی ضروریات کے مطابق نہیں ہیں یا حالات کی تبدیلی کی وجہ سے معاشرہ کو جن مسائل کی ضرورت ہوگئی ہے، اور فقہ میں موجود نہیں ہیں، ایسے تمام مسائل بتدریج غور وفکر کے مستحق قرار پائیں گے۔(تدوین فقہ کی تاریخ اور موجوہ حالات کا جائزہ، ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

علمی وفکری منہج

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے اپنے مقالے میں جہاں پرسنل لاء کے موضوع پر مسلم ممالک میں ہونے والی کوششوں کا تذکرہ کیا وہیں تحقیقات شرعیہ کے نام سے قائم ہونے ادارے کا علمی وفکری منہج بھی متعین فرمایا اور اس حوالہ سے آپ کی زبان سے ایسا اصولی اور حکیمانہ نکتہ سامنے آیا جو ہندوستانی علماء وفقہاء کے علمی رسوخ اور فکری بلندی کی بہترین ترجمانی کرتا ہے، حضرت مولاناؒ نے فرمایا:

ہم اس حقیقت کا بھی برملا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی مسلم ملک قطعی وکلی طور پر واجب الاتباع اور واجب التقلید نہیں، اور نہ کسی ملک کے جدید رجحانات، نئے قوانین اور حکومت کے فیصلے ہمارے اوپر حجت بن سکتے ہیں، ماسوا اس بات کے کہ یہ کوئی شرعی اور فقہی دلیل نہیں، قانون اسلامی کے مآخذ اور اس کی بنیادیں کتاب وسنت، اجماع وقیاس عالمگیر ودائمی مآخذ ہیں،

اور انہی کی روشنی میں اُس زمانہ میں کام ہوا ہے اور آئندہ کام ہوگا، اور ماسوا اس بات کے کہ ایک مسلمان پر کسی دوسرے مسلمان کا عمل یا رجحان حجت نہیں بن سکتا، حجت صرف اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت صحیحہ، اور استنباط مسائل کے وہ مآخذ اور سرچشمے ہیں جن پر کسی ملک یا قوم کی اجارہ داری نہیں ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ کی زبان سے نکلا ہوا یہ فقرہ اب بھی فضا میں گونج رہا ہے اور قیامت تک گونجتا رہے گا کہ ایتونی بشئی من کتاب الله وسنة رسوله حتی اقول به۔(ماہنامہ الفرقان، ستمبر ۱۹۶۳ء، مقالہ: مسلم ممالک میں پرسنل لاء اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی صراحت فرمادی کہ شرعی مسائل پر غور وفکر کا کام آزاد فضا میں اور ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہوکر ہونا چاہیے، آپؒ نے فرمایا:

دوسرے ہم پوری قوت کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کردینا چاہتے ہیں کہ یہ کام تنہا ماہرین فن، اصحاب اختصاص اور ان علماء کرام کا ہے جو ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہیں اور ہر غلط رجحان اور خام خیالی سے محفوظ ہیں، یہ کام خالص علمی انداز پر آزادانہ فضا میں اور پورے اخلاص، سنجیدگی وگہرائی، غور وفکر، مشورے وتعاون کے ساتھ ہونا چاہیے، اور درحقیقت اس مجلس کا انعقاد اسی راہ کا پہلا قدم ہے۔(حوالہ سابق)

مولانا تقی امینی صاحب نے اپنے مقالہ میں مجلس کے علم وفکری منہج پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے، اس مقالہ کے چند نکات اس طرح ہیں:

اس مجلس کو اونچے پیمانہ پر نہ اجتہاد کی ضرورت ہوگی، اور نہ کوئی نئی راہ نکالنے کی اجازت ہوگی، البتہ اخذ واستفادہ کے باب میں یہ مجلس وسعت سے کام لے گی، نہ تو بالکلیہ آزاد وخود رائے ہوگی، اور نہ وقت ضرورت دوسرے امام سے استفادہ کو حرام جانے گی، بلکہ ہر مسئلہ کو دلیل وبصیرت کی روشنی میں سمجھ کر قبول

کرے گی اوراطمینان حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کرے گی۔

ایسے ہی جب نئی صورت حال درپیش ہوگی اوراس کا حل نکالنے کی ضرورت ہوگی یا حالات ومقامات کی تبدیلی سے موجودہ مسئلہ میں تبدیلی ناگزیز ہوگی تو یہ مجلس وہی طرزعمل اختیارکرے گی جس کا ثبوت متقدمین کے یہاں موجود ہے،مثلاً پہلے زیر بحث مسئلہ کی روح اور مقصد کوسمجھنے کی کوشش کرے گی پھراس پرغورکرے گی کہ معاشرتی حالت اورسماجی زندگی میں کس حد تک یہ اثر انداز ہے،اورشرعی نقطہ نظر سے اس کے ذریعہ کس قسم کی مصلحت کا حصول اورمضرت کا دفعیہ ہوسکتا ہے۔

ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعدحل طلب مسئلہ کواس کے مناسب باب سے متعلق کرکے نظائر تلاش کرے گی اور پھراس کی روح اورمقصدکوسامنے رکھ کرمقررقاعدے کے مطابق بالترتیب قرآن وسنت اوراجماع وقیاس سے زیر بحث مسئلہ کاتعلق جوڑے گی۔

مجلس یہ کبھی نہ کرے گی کہ مخالف محاذ کے پیدا کئے ہوئے انسانیت سوزمسائل کاحل تلاش کرے اورخاطرخواہ حل نہ ملنے کی صورت میں فقہ کوقابل گردن زدنی قراردے کرآزادی وبیباکی کی وہ راہ اختیارکرے جوتجدد پسندافراد اور مرعوب ذہن ومسحوردماغ کا شیوہ ہے۔

اورنہ مجلس یہ کرے گی کہ مسائل کاحل تلاش کرنے میں تشددوتقشّف کے اس طریقہ کواپنائے جس کی وجہ سے فقہ جامدوساکت بن گیا ہے اورزمانہ کے مفتی کو یہ کہنے کا موقع مل رہا ہے کہ موجودہ فقہ ضروریات زندگی سے اہم آہنگ نہیں ہے بلکہ وہ ہرمرحلہ اور ہرموقف پرتوازن واعتدال کی راہ اختیارکرے گی اوراللہ کے روبروجواب دہی کے تصورکوسامنے رکھ کرمسائل کاحل نکالے گی۔

(تدوین فقہ کی تاریخ اورموجوہ حالات کا جائزہ،ماہنامہ الفرقان،اکتوبر۱۹۶۳ء)

طریقۂ کار

مجلس نے نئے مسائل کاحل تلاش کرنے کے لئے وہی طریقہ اختیارکیا جوعموماً اس طرح کے کاموں کے لئے اختیارکرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے،یعنی مسئلہ کے انتخاب کے بعد اس مسئلہ کی پوری تفصیلات اورقابل غور پہلوؤں کی نشاندہی کے ساتھ سوالنامہ ممتاز علماء و اصحاب افتاء کوبھیجنا،ان کی آراء حاصل کرنے کے بعدان آراء کومجلس کے اراکین کی خدمت میں بھیجا جانا،اور پھراراکین مجلس کی نشست میں باہم بحث ومباحثہ کے بعدمسئلہ کاحل تلاش کرنے کی کوشش کرنا۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کے بانی حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس کی دوسری مشاورتی میٹنگ میں اپناافتتاحی خطبہ پیش کرتے ہوئے مجلس کے طریقہ کارپر بھی روشنی ڈالی،آپ نے فرمایا:

> پہلے ایک سوالنامہ ارکان مجلس اوردوسرے ممتازاہل علم واہل نظرکی خدمت میں بھیجاجائے گااورکسی ایک مسئلہ کومنتخب کرکے اس پران کی رائے دریافت کی جائے گی،پھران آراءکوسامنے رکھ کرکسی مجلس میں ان پر بحث ومذاکرہ کرکے مسئلہ کی تنقیح کی جائے گی،اورکسی ایک پہلوکواختیارکیاجائے گا۔

(خطبۂ افتتاحی،ازمولاناسیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ،پیش کردہ دوسری مشاورتی نشست مجلس تحقیقات شرعیہ)

سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی

مجلس کا قیام کتنامنظم اورمنصوبہ بندطریقہ سے ہوااس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی نشست میں ہی سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی،اوردستورالعمل بنانے والی کمیٹی کے ارکان نامزدکردیے گئے،تاکہ باضابطہ کام کا آغاز ہوسکے،سوال نامہ تیارکرنے والی کمیٹی کے اراکین حسب افراد طے پائے:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۲۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ

۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی ۴۔مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

۵۔مولانا سید منت اللہ رحمانی ۶۔مولانا تقی امینیؒ

۷۔مولانا محمد رضا انصاریؒ ۸۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

۹۔قاضی عدیل عباسیؒ

بعد میں اس فہرست میں ترمیم واضافہ بھی کیا گیا۔

دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی

مجلس تحقیقات شرعیہ کے سلسلہ میں بنیادی باتیں پہلی نشست میں ہی طے کی گئیں، لیکن مستقل اس کے نظام، ڈھانچہ اور طریقہ عمل کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ مجلس کے لئے دستور العمل بنانا تھا، کاروائی رجسٹر میں دستور العمل کمیٹی میں درج ذیل اسماء درج ہیں:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۲۔مولانا منظور نعمانیؒ

۳۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ ۴۔مولانا محمد تقی امینیؒ

بیرون ہند کے علماء سے رابطہ

کارروائی رجسٹر میں پہلی نشست کی تفصیلات کے ذیل میں بیرون ہند کے منتخب علماء کی ایک فہرست بھی درج ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث مسائل میں ان سے رابطہ کرنے اور ان کی رائے جاننے لئے یہ فہرست بنائی گئی تھی، تاکہ ان مسائل پر ہندوستان کے علماء کے ساتھ مصر وشام اور حجاز کے نامور علماء کی رائے بھی حاصل کی جائے، اور اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کیا جائے، بیرون ہند کے علماء میں درج ذیل افراد کے اسماء کاروائی رجسٹر میں درج ہے:

۱۔شیخ حسنین محمد مخلوف (مصر) ۲۔علامہ ابوزہرہ (مصر)

۳۔شیخ محمد الغزالی (مصر) ۴۔استاذ مصطفیٰ احمد الزرقاء (شام)

۵۔شیخ ابوالیسر عابدین (شام) ۶۔استاذ مصطفیٰ السباعی (شام)

۷۔شیخ عبدالفتاح ابوغدہ (شام) ۸۔شیخ حسن المشاط (مکہ)

۹۔شیخ امین الکتبی (مکہ) ۱۰۔شیخ عبدالعزیز بن باز (حجاز)

۱۱۔مفتی محمد شفیع صاحب (پاکستان) ۱۲۔مولانا محمد یوسف بنوری (پاکستان)

۱۳۔مولانا ظفر احمد تھانوی (پاکستان) ۱۴۔مولانا عمیم الاحسان (ڈھاکہ)

۱۵۔مفتی محمود داؤد یوسف (رنگون)

مجلس کے تحت زیر بحث آئے مسائل میں پاکستان کے علماء میں مفتی شفیع صاحبؒ، مولانا ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے مقالات اور ان کی آراء مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات سے رابطہ تھا۔

علماء عرب سے بھی ابتدائی مرحلہ میں رابطہ کیا گیا تھا، مگر ان کی طرف سے جواب نہ ملنے کی وجہ سے بعد میں ان سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ (رپورٹ مولانا اسحٰق سندیلوی، قلمی)

مسائل کی پہلی فہرست

پہلی نشست میں مسائل کی ایک فہرست بھی درج ہے، جن کو ترجیحی طور پر غور وخوض کے لئے منتخب کیا گیا، اس فہرست میں درج ذیل مسائل شامل ہیں:

۱۔رویت ہلال ۲۔انشورنس ۳۔پراویڈنٹ فنڈ

۴۔حکومت کے قرضے ۵۔کوآپریٹیو سوسائٹی ۶۔کمرشیل انٹرسٹ

۷۔ہوائی جہاز میں اوقات نماز ۸۔ذبیحہ غیر مسلم ۹۔فسخ نکاح

۱۰۔ولایت ۱۱۔وراثت ۱۲۔طلاق ثلاثہ

۱۳۔تعدد ازدواج ۱۴۔خیار بلوغ ومنکوحہ صغیرہ

۱۵۔قلت مکانات کی موجودہ صورت میں مالکان مکان کے حقوق تخلیۂ مکان واضافہ اجرت (کارروائی رجسٹر)

مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال

مجلس تحقیقات شرعیہ وقت کے اہم تقاضے کی تکمیل تھی، اس لئے علمی حلقوں میں اس کا استقبال کیا گیا، مجلس کے قیام کی خبر ملک کے اخبارات ورسائل میں نمایاں طور پر شائع ہوئی، مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کے قیام کا مژدہ اس طرح سنایا:

> خوشی کی بات ہے کہ اس ناگزیر ضرورت اور اہم تقاضا کو پورا کرنے کے لئے ایسے نازک دور میں ندوۃ العلماء نے انقلابی قدم اٹھایا ہے، اور مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کا قیام عمل میں آ گیا ہے، جو نئے مسائل میں افراط وتفریط سے ہٹ کر معتدل انداز میں قوم کی رہنمائی کرے گی، مجلس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے، اور عنقریب انشورنس (بیمہ) کے مسئلہ پر تحقیق مکمل ہو کر مجلس کا فیصلہ قوم کے سامنے آ جائے گا اور اس طرح ایک دو دو مسئلہ پر تحقیق کے لئے فیصلہ کا اعلان ہوتا رہے گا، مزید خوشی یہ ہے کہ مجلس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کے لئے حتی الامکان کوشش کی گئی ہے، اور بڑی حد تک اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ (تعمیر حیات، نومبر ۱۹۶۳ء)

متعدد نامور اصحاب قلم نے مجلس کے قیام پر اپنی مسرت کا اظہار کیا، مولانا شاہ معین الدین ندویؒ ناظم دارالمصنفین ومدیر ماہنامہ معارف نے معارف کے شذرات میں اپنے تاثر کا اظہار اس طرح کیا:

> اس میں شبہ نہیں کہ مجلس نے جس کام کی ذمہ داری لی ہے وہ بڑا کٹھن ہے، اور اس کی راہ میں بڑے سخت مراحل اور بڑی پیچیدہ اور دشوار گذار گھاٹیاں ہیں، ان مسائل کا ایسا حل نکالنا آسان نہیں ہے جن سے موجودہ مشکلات بھی حل ہو جائیں اور کسی کو اس سے اختلاف بھی نہ ہو، مگر اس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور حاصل ہوگا کہ ضروری اور کثیر الوقوع معاملات ومسائل کے تمام پہلو، ان کے بارے میں مختلف مذاہب کے ائمہ کے مسلک اور موجودہ علماء کی رائیں

> سامنے آئیں گی جن سے موجودہ تنگ دائرے میں وسعت پیدا ہوگی، اور اندھیرے میں ایک راہ نظر آ جائے گی، یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے، اس لئے امید ہے کہ ہندوستان کے اصحاب فقہ وفتاوی علماء اپنے قیمتی مشوروں سے مجلس مذکور کی پوری مدد کریں گے۔ (ماہنامہ معارف، ج ۶، شمارہ ۹۲)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے صدق جدید میں مجلس کے قیام پر اپنا تاثر ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

> شدید ضرورت اس کی تھی کہ ایک طرف تجدد اور مرعوبیت فرنگ سے اور دوسری طرف تشدد اور تقشّف سے بچ کر توازن واعتدال کی راہ پر چل کر ان کا حل تلاش کیا جائے، اور باہمی صلاح ومشورہ سے انہیں منضبط ومدون کر دیا جائے، خوش قسمتی سے مولانا محمد تقی امینی، صدر مدرسہ امینیہ اجمیر کی خدمت مجلس کو حاصل ہو گئی ہے، جو اس نازک دور میں اس دشوار اور صبر طلب کام کے ہر طرح اہل ہیں، اور فاضلوں کی ایک پوری جماعت ان سے اشتراک عمل کے لئے موجود رہے گی، دوران مشاورت وگفتگو میں یہ بار بار واضح کر دیا گیا کہ اس ادارہ کا دائرہ عمل تمام تر علمی ہی ہوگا، سیاسی وقانونی پہلوؤں سے کام کرنے کے لئے دوسرے ادارے موجود ہیں۔ (صدق جدید ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء)

نامور عالم مولانا منظور نعمانیؒ نے اپنے رسالہ الفرقان میں مجلس کے قیام پر مستقل اداریہ لکھا، آپ نے مجلس کی ضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

> ......لیکن ابھی حال میں اللہ تعالی نے یہ رکاوٹ دور فرما دی اور ہمیں اس کام کے لئے ایک اہل رفیق کی خدمات حاصل ہو گئیں، اس لئے گذشتہ مہینے ربیع الاول میں بنام خدا اس کے شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا اور ابتدائی مشاورت کے لئے یکم ستمبر کی تاریخ مقرر کر کے رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی طرف سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ان علماء کو

دعوت دے دی گئی جن کا مشورہ اس ابتدائی مرحلہ میں ضروری اور ناگزیر سمجھا گیا، یکم ستمبر کو وہ مجلس منعقد ہوئی مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۱۴؍علماء کرام اس میں شریک ہوئے اور اس کام کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کی تاسیس وتشکیل عمل میں آئی، طریق کار وغیرہ کے بارے میں تمام فیصلے الحمدللہ اتفاق رائے سے ہوئے۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، ستمبر ۱۹۶۳ء)

روزنامہ سیاست کانپور کے ایڈیٹر نے ۱۰ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس موضوع پر اداریہ تحریر کیا، انہوں نے لکھا:

اس ادارہ کا مقصد ان مسائل جدیدہ پر غور کرنا ہے جو نئے حالات اور ایجادات کے نتیجہ میں پیدا ہو گئے ہیں، اور جن کے لئے فقہ اسلامی میں کوئی واضح وصریح حکم موجود نہیں ہے، اس قسم کے مسائل ایک دو نہیں کثرت سے سامنے آچکے ہیں، اور نت نئی سائنسی ایجادات کے نتیجہ میں سامنے آتے جارہے ہیں، ان کے بارے میں افراط وتفریط، تجدد اور جمود دونوں کے راستے غلط ہیں، ان مسائل کو سرے سے نظر انداز کرنا یا نئی چیزوں کے استعمال کے ترک کا علی الاطلاق مشورہ دینا جس طرح غلط اور ناقابل عمل ہے اسی طرح تجدد و مذہب بیگانگی کے تحت ہر نئی چیز کو اس کی اصلی حالت میں جائز قرار دے لینا اور اس سلسلہ میں شرعی احکام کو یکسر نظر انداز کر دینا بھی ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی ضرررساں ہے، خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایسے صاحب فکر اور بالغ نظر علماء اب بھی موجود ہیں اور ایسی قابل ذکر تعداد میں موجود ہیں کہ اس کی مثال شاید ہی کوئی دوسرے مسلم آبادی والے ممالک (خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم) پیش کر سکیں، یہی حضرات اس سلسلہ میں توازن واعتدال پر مبنی قدم اٹھا کر صرف ہندوستان کے نہیں بلکہ انشاء اللہ ساری دنیائے اسلام کے مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دیں گے۔

اس مجلس نے جو کام اپنے ذمہ لیا ہے وہ اہم ہونے کے ساتھ بہت بڑا بھی ہے، ایسے مسائل ایک دو نہیں بے شمار ہیں، بہرحال وہ اس میں سے اہم ترین مسائل کو ایک ایک دو دو کر کے اپنے ہاتھ میں لے گی، اور ان کے بارے میں سوالنامے اور استفتاء تیار کر کے ہندوستان اور بیرون ہند کے صاحب فتوی علماء کے پاس ان کی رائے حاصل کرنے کی غرض سے بھیجے گی، اور جو جوابات موصول ہوں گے سب کمیٹی ان کی شرعی تنقیحات کے بعد اپنی سفارشیں مجلس کی بنیادی کمیٹی کے سامنے رکھے گی، اور جس سفارش سے کمیٹی کے تین چوتھائی ارکان متفق ہوں گے وہ قابل قبول ہوگی۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ مجلس محض پرسنل لاء میں مجوزہ ترمیمات پر غور کے لئے بنی ہے اور کسی اعتبار سے سیاسی نوعیت رکھتی ہے، اس کا کام بہت وسیع ہے، اور اسے وہ خالص علمی اور تحقیقاتی انداز میں انجام دینا چاہتی ہے، خدا کرے اسے اس کام میں کامیابی نصیب ہو اور اس کے عملی نتیجے جلد ملت اسلامیہ کے سامنے نکلنے لگیں۔ (روزنامہ سیاست، کانپور، یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

مجلس کے پہلے ناظم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس تحقیقات شرعیہ کی ذمہ داری مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ کے سپرد کی، جو وسیع النظر عالم دین ہونے کے ساتھ تحقیقی ذوق کے حامل بھی تھے، اور موجودہ حالات میں جدید مسائل کے حل کے لئے اجتماعی کوشش کے داعیوں میں سے تھے، انہوں نے مجلس کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور اس سے منظّم ومربوط کرنے کی پوری کوشش کی، ابتدائی تخیل کو عملی صورت سے ہمکنار کرنا مشکل کام ہوتا ہے، مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ ان کاموں کے ساتھ انشورنس کے موضوع پر تفصیلی تحریر اور سوالنامہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ ۱۹۶۴ء میں ان کی تقرری ناظم سنی دینیات کی حیثیت سے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہوگئی، اور وہ ندوہ سے علی گڑھ منتقل ہو گئے۔

کام کا آغاز

مجلس کے پہلے ناظم مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ نے مجلس کے قیام کے پہلے دن سے ہی مجلس کی سرگرمیوں کا آغاز کردیا،سب سے پہلے مجلس کے منتخب اراکین کومجلس کے قیام اوررکنیت کوقبول کرنے کے بارے میں اطلاع دی گئی،اسی کے ساتھ ملک کے ممتاز علماء، دانشوران سے رابطہ کیا گیا،انہیں مجلس کے مقاصد سے باخبر کرایا،اسی طرح اس وقت ملک سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسائل اور ہفتہ روزاورروزنامہ اخبارات کے مدیران کومجلس کے قیام اوراس کے مقاصداوراراکین کے بارے میں اطلاع دی گئی۔

کارروائی رجسٹر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا تقی امینی صاحب نے ان تمام امورکو منصوبہ بندطریقہ سے بڑے سلیقہ اورخوش اسلوبی کےساتھ انجام دیناشروع کیا، بیک وقت کئی جہت میں ان کا دماغ متحرک تھا، مذکورہ کاموں کے ساتھ انشورنس کے مسئلہ کوترجیحی طور پرآئندہ غوروفکر کے لئے منتخب کیا گیا،اوراس کی تیاریاں شروع ہوگئیں،مولانا نے اس بارے میں ملک کے اکثر معروف دارالافتاء سے رابطہ کیا،اوران سے انشورنس کے بارے میں رائے طلب کی۔

ان کاموں کے ساتھ دفتر کے لئے ضروری سامان کی خریداری اوردفتر کے قیام کاعمل انجام پایا،ان تمام باتوں کاذکرحساب وکتاب کے رجسٹر میں تفصیل میں موجود ہے۔

مجلس کی دوسری مشاورتی نشست

مجلس کی دوسری نشست ۱۵ستمبر ۱۹۶۴ء کومولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی،جس میں درج ذیل ارکان شامل ہوئے:

۱۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
۲۔مولانا سیدمنت اللہ رحمانیؒ
۳۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۴۔مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ
۵۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۶۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ

۷۔مولانا فخرالحسنؒ (دیوبند)
۸۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ
۹۔مولانا محمد تقی امینیؒ
۱۰۔مولانا اویس ندویؒ
۱۱۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۱۲۔مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ
۱۳۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ
۱۴۔مولانا محمد اسحٰق ندویؒ

اس نشست میں شرکت کے لئے مذکورہ شخصیات کے علاوہ مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)،مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (محدث کبیر)اورمولانا عبدالرحمٰن پالن پوری (مہتمم مدرسہ چھاپی، گجرات) کوبھی دعوت دی گئی تھی،مگر یہ حضرات شریک نہیں ہوسکے۔

اس نشست میں انشورنس کے موضوع پرمولانا محمد تقی امینی کی تحریر پیش کی گئی تاکہ اسے آخری شکل دی جاسکے،اس کے علاوہ مولانا تقی امینی صاحب کا استعفی منظور ہوااوران کی جگہ دارالعلوم کے ایک مؤقر،کثیر المطالعہ اورتجربہ کاراستادمولانا اسحٰق سندیلوی ندوی کومجلس کا ناظم مقرر کیا گیا،اور سوالنامہ مرتب کرنے والی کمیٹی میں مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اور دارالعلوم کے استاذومفتی ندوہ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی کا نام شامل کیا گیا۔(کارروائی رجسٹر)

انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اوراس کی ترسیل

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد تقی امینی صاحب نے انشورنس کے موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا جسے مجلس کے دوسرے اجتماع میں اراکین کے سامنے پیش کیا گیا، یہ سوالنامہ ایک مقالہ کی شکل میں تھاجس میں مسئلہ پرغوروفکر کرنے کے لئے بعض نئی جہتوں کی نشاندہی کی گئی تھی مجلس کے اراکین نے اس مسئلہ پردوسراسوالنامہ مرتب کرنے کو بہتر سمجھا، چنانچہ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے اس مسئلہ پردوبارہ سوالنامہ مرتب فرمایا،اورارکان کی منظوری کے بعدنومبر،دسمبر ۱۹۶۴ء کے درمیان ان علماء کی خدمت میں بھیجا جن کا انتخاب مجلس نے کیا تھا۔

(قلمی رپورٹ، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵دسمبر ۱۹۶۵ء)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے مجموعہ مقالات جواہر الفقہ میں یہ مکمل سوالنامہ درج ہے،اس سوالنامہ میں بیمہ کی حقیقت، بیمہ کی قسمیں، زندگی کا بیمہ، املاک کا بیمہ، ذمہ داریوں کا بیمہ، بیمہ کے مصالح، بیمہ کے مفاسد پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، یہ سوالنامہ مجلس کے کنوینر کے فقہی ذوق اور وسعت مطالعہ کا بہترین نمونہ ہے۔

انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں

انشورنس کے مسئلہ پر درج ذیل علماء کے مقالات موصول ہوئے:

۱۔مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (دارالعلوم کراچی، پاکستان)،تاریخ تحریر:۲۱شوال ۱۳۸۴ھ

۲۔مولانا مفتی محمد ولی حسن خاں ٹونکی (جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی) مع تصویب مولانا محمد یوسف بنوری، تاریخ تحریر: ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ

۳۔مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب (مدرسہ جامع العلوم کانپور) تاریخ تحریر: ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ

۴۔مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہان پوری (دارالافتاء، دیوبند)

۵۔مولانا محمد ہارون بلوچستانی (دارالافتاء دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈوالہ یار، پاکستان) مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، تاریخ تحریر: ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ

۶۔مولانا عروج احمد قادری (مدیر زندگی، رامپور)

۷۔مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری (دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور)

۸۔مولانا عبیداللہ رحمانی (مبارکپور) تاریخ تحریر: ۱۷رجب ۸۴ھ

۹۔مولانا محمد یحیٰ قاسمی (مفتی دارالافتاء، امارت شرعیہ بہار)، تاریخ تحریر: ۱۷شعبان ۱۳۸۴ھ

۱۰۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدین (دارالعلوم دیوبند) مع تصدیق مولانا فخرالحسن صاحب، تاریخ تحریر: ۲۴رمضان ۱۳۸۴ھ

۱۱۔مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (جامعہ ملیہ، نئی دہلی)،تاریخ تحریر: ۲۷جنوری ۱۹۶۵ء

مذکورہ بالا شخصیات کے مقالات اور ان کے آراء موصول ہونے کے بعد مجلس کے ناظم مولانا اسحٰق سندیلوی صاحب نے ۱۴مئی ۱۹۶۵ء کو سارے مقالات سائکلو اسٹیٹ میں طبع کرا کے اراکین مجلس کی خدمت میں بھیجا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحٰق سندیلوی، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵دسمبر ۱۹۶۵ء)

انشورنس کے مسئلہ پر بعض اہم مکتوبات بھی ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن میں مذکورہ مسئلہ کی تائید وتصدیق کی گئی تھی، مکتوب نگار کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔مکتوب مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، تاریخ تحریر: ۳/ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ

۲۔مکتوب پروفیسر عبدالوہاب بخاری (نیو کالج، مدراس)، تاریخ تحریر: ۷اگست ۱۹۶۵ء

۳۔مکتوب مولانا عبدالماجد دریابادی، تاریخ تحریر: اکتوبر ۱۹۶۵ء

انشورنس کے مسئلہ پر موصول ہونے والے بعض مقالات مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیۃ علماء ہند) کے پاس تجزیہ کے لئے بھیجے گئے تھے، مولانا محمد میاں صاحب نے ان مقالات پر اپنی رائے دی، مولانا کی تحریر پر ۲رجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۸اکتوبر ۱۹۶۵ء کی تاریخ درج ہے۔

مجلس کی تیسری مشاورتی نشست

۱۵،۱۶دسمبر ۱۹۶۵ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، ۱۵دسمبر کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریاآبادی نے کی، اور اس میں درج ذیل ارکان شامل ہوئے:

۱۔مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ　　۲۔مولانا اویس ندویؒ

۳۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ ۴۔مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ
۵۔مولانا شاہ سید منت اللہ رحمانیؒ ۶۔مولانا ظفیر الدینؒ
۷۔مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ ۸۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۹۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ ۱۰۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۱۱۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ ۱۲۔مولانا فخر الحسن صاحبؒ

۱۶دسمبر کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے فرمائی، اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئے:

۱۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ ۲۔مولانا فخر الحسن صاحبؒ
۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ ۴۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۵۔مولانا سید منت اللہ رحمانی ۶۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۷۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ ۸۔مولانا محمد رضا انصاری فرنگی محلیؒ
۹۔مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ ۱۰۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ

اس نشست میں مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیۃ علماء ہند) اپنی مصروفیات کی بناء پر نہیں شریک ہوسکے، البتہ ان حضرات نے اپنی رائے بھیج دی۔

نشست میں گذشتہ کاروائی کی منظوری، حسابات کی تصدیق وتحسین ساتھ انشورنس کے مسئلہ پر بحث وتمحیص اور غور وفکر کے بعد فیصلہ کیا گیا۔

انشورنس کے مسئلہ میں مجلس کا فیصلہ

مجلس کے اراکین نے انشورنس کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا:

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ربوا وقمار لازم ہے، اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اسلامی اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب ہے، لیکن جان ومال کے تحفظ وبقا کا جو مقام شریعت

اسلامیہ میں ہے، مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے، نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کرسکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی راستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہوگیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں، اور جان ومال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائیداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا علماء کرام کے قول کی بناء پر شرعا اس کی گنجائش ہے۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء نے دستخط کئے:

۱۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی
۲۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدین (دارالعلوم دیوبند)
۳۔مولانا ابواللیث ندوی (امیر جماعت اسلامی ہند)
۴۔مولانا محمد رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)
۵۔مولانا شاہ معین الدین ندوی (دارالمصنفین اعظم گڑھ)
۶۔مولانا فخر الحسن صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
۷۔مولانا شاہ عون احمد قادری (سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف)
۸۔مولانا منت اللہ رحمانی (سجادہ نشیں خانقاہ مونگیر)
۹۔مولانا محمد اویس ندوی (شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء)
۱۰۔مولانا محمد منظور نعمانی (مدیر الفرقان، لکھنؤ)
۱۱۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی (صدر شعبہ دینیات علی گڑھ)
۱۲۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلوی

(تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوی، ص:۱۲)

مجلس کے رکن مولانا ابواللیث ندویؒ کا اس فیصلہ پر یہ وضاحتی نوٹ بھی درج ہے کہ ان کی رائے اس مسئلہ میں ذاتی حیثیت سے ہے۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے اسی وقت مجلس کا مکمل فیصلہ مرتب کر کے شائع فرمایا، اور ہندوستان و پاکستان کے ممتاز علماء، ارباب افتاء اور علمی رسائل ومجلّات کے مدیران کی خدمت میں ارسال کیا۔

مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر

مجلس کے فیصلہ پر علماء کے جانب سے اتفاق واطمینان کا تاثر سامنے آیا وہیں اختلاف کا اظہار کیا گیا، علمی رسائل میں اس بارے میں مضامین بھی شائع ہوئے، خاص طور پر اس بارے میں ماہنامہ الفرقان لکھنؤ نے اتفاق وتائید اور ماہنامہ زندگی رامپور نے اختلاف رائے کا اظہار کیا، اس کے علاوہ انفرادی طور پر بھی بہت سی تحریریں موصول ہوئیں۔ (قلمی رپورٹ)

اہل علم کے اس رویہ پر مجلس نے جو موقف اختیار کیا وہ ندوہ کے منہج اعتدال کا عین مصداق تھا، مجلس کے ناظم مولانا اسحٰق سندیلویؒ نے اپنی ایک رپورٹ میں اس بارے میں اظہار خیال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> بعض علماء اور غیر علماء حضرات نے نجی خطوط کے ذریعہ بھی اپنے اختلاف کا اظہار کیا، ان خطوط کے جواب میں راقم سطور نے عموماً بحث ومباحثہ سے اجتناب کا طریقہ اختیار کیا، اور یہ جواب دیا کہ آپ کو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے، اور میں آپ کی رائے کا احترام کرتا ہوں، لیکن اس طرح دوسرے کو بھی اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق دیجئے، عامہ مسلمین کے سامنے دونوں رائیں پہونچ جائیں گی، انہیں اختیار ہے کہ جس پر چاہیں عمل کریں، اس طریقہ کو اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ مجلس کے سامنے سب پہلو آچکے تھے، اور ان پر غور وخوض کیا جاچکا تھا، کسی نئے پہلو سے روشناس ہونے کی توقع نہ تھی، اس لئے بحث ومباحثہ میں مشغول ہونے میں ضیاع وقت کا اندیشہ اور فائدہ سے مایوسی

تھی، الحمدللہ یہ طرز مفید ثابت ہوا، اور خط وکتابت میں بہترین وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب، پیش کردہ ۲ مئی ۱۹۶۷ء)

سرکاری قرضہ اور رؤیت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری

انشورنس کے فیصلہ کے بعد رویت ہلال اور سرکاری قرضوں کو موضوع بنایا گیا، رویت ہلال کے مسئلہ پر مولانا منت اللہ رحمانی نے تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا، جبکہ سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے سوالنامہ تیار کیا، ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء کو سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ اور ۷ اپریل ۱۹۶۶ء کو رویت ہلال کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ علماء واصحاب افتاء کی خدمت میں بھیجا گیا، ۳۰ نومبر ۱۹۶۶ء کو ان دونوں موضوعات پر موصولہ تحریروں کو سائیکلو اسٹیٹ کرا کے اراکین مجلس کی خدمت میں غور وفکر کے لئے بھیجا گیا۔

رؤیت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں

اس موضوع پر جن علماء وارباب افتاء کی تحریریں اور جوابات مجلس کو موصول ہوئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (ناظم دار العلوم کراچی)

۲۔ مولانا محمد وجیہ صاحب، مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، (مدرسہ دار العلوم الاسلامیہ، ٹنڈوالٰہ یار، پاکستان)

۳۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب (دار الافتاء، دار العلوم دیوبند) مع تصویب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب ومفتی محمود صاحب

۴۔ مولانا عبد الماجد دریابادی (مدیر صدق جدید)

۵۔ مولانا عبد الصمد رحمانی (نائب امیر شریعت، امارت شرعیہ، بہار)

۶۔ مولانا یحیٰی قاسمی (دار الافتاء امارت شرعیہ، بہار)

٧۔مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری (دارالافتاء مظاہر علوم، سہارنپور) مع تصویب مولانا مفتی سید محمد یحییٰ صاحب سہارنپوری

٨۔مولانا سید عروج احمد قادری (مدیر ماہنامہ زندگی، رامپور)

٩۔مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ، نئی دہلی)

١٠۔مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (ناظم شعبہ دینیات، جامعہ ملیہ، دہلی)

مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست

٣،٤/مئی ١٩٦٧ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کے اراکین کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، جس میں رویت ہلال، سرکاری قرضہ جات اور دیگر موضوعات زیر بحث آئے ٣/مئی کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

١۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
٢۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
٣۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ
٤۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ
٥۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ
٦۔مولانا محمد اویس ندویؒ
٧۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
٨۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
٩۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلویؒ

جبکہ ٤/مئی کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

١۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
٢۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
٣۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
٤۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
٥۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ
٦۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ
٧۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
٨۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ
٩۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلویؒ

پہلی نشست میں گذشتہ مشاورتی نشست کی کاروائی پیش ہوکر منظور ہوئی، اس کے

علاوہ رویت ہلال کا مسئلہ پیش ہوا، اور طے ہوا کہ اس سے متعلق تجویز مولانا ظفیر الدین صاحب تیار کرکے دوسرے دن پیش کریں، چنانچہ دوسرے دن کی نشست میں مولانا ظفیر الدین صاحب کی تحریر کردہ تجویز پیش ہوئی، اور ترمیمات کے بعد منظور ہوئی، اس کے علاوہ سرکاری قرضوں کا مسئلہ بھی پیش ہوا اور طے ہوا کہ اس مسئلہ پر آئندہ مزید غور وفکر کرکے رائے قائم کی جائے۔

اس نشست میں یہ بھی طے ہوا کہ مسلم پرسنل لا کو مرتب کیا جائے، اور خاص طور پر اس کی کلامی بحثوں کو نمایاں کیا جائے، اس کام کی ذمہ داری مولانا اسحٰق سندیلوی صاحب کو دی گئی۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

رؤیت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ

رؤیت ہلال کے مسئلہ پر اجتماعی غور وفکر کے بعد درج فیصلہ ہوا:

١۔نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، اختلاف مطالع مسلم ہے، یہ ایک واقعاتی چیز ہے، اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

٢۔البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں، کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین فقہاء احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

٣۔بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہے کہ عادۃ ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن پہلے چاند نظر آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رویت دوسرے کے لئے لازم کردی جائے تو مہینہ کسی جگہ ٢٨/دن کا رہ جائے گا اور

کسی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رویت میں عادۃ ایک دن کا فرق نہیں پڑتا ہے، فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو غالباً ۵۰۰، ۶۰۰ میل ہوتا ہے، بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں، اوراس سے کم کو بلاد قریبہ، مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہوجائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے، اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

۵۔ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہندوپاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے، ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اسی بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

۶۔ مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہندوپاک کے مطلع سے علیحدہ ہے، جہاں کی رویت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی یہاں والوں کے لئے ہر حال مین لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہندوپاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہوجاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

۷۔ ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہے، معتبر نہیں ہے، اور شریعت نے اس کا مکلّف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرملتا ہے اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموماً شہر میں ہوا کرتی ہے تاکہ مکان اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے

میں حائل نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہونچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے، تو وہ وہاں کی زمین والوں کے لئے معتبر رویت قرار نہیں پائے گی۔

۸۔ ریڈیو سے رؤیت ہلال کا اعلان خبر ہے، شہادت اصطلاحی نہیں ہے، ریڈیو کی مطلقاً اجمالی خبر کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا ہے یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے، اور صرف اس طرح کی خبر پر صوم یا افطار صوم درست نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی جگہ کی خبر متعلق مختلف شہروں کے ریڈیو کا اعلان بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

۹۔ ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ تفصیلی ہو، اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا اعلان کردیا ہے، اس طرح کی صراحت کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار صوم درست ہے۔

۱۰۔ ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگر کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور خبر کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) کے فیصلہ کا اعلان کرے تو بھی یہ خبر قابل تسلیم ہوگی، اور صوم وافطار صوم کا حکم درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔ مگر یہ واضح رہے کہ ریڈیو کی خبر سن کر ہر شخص کو بطور خود فیصلہ کا اختیار نہ ہوگا، کیونکہ وہ خبر کی شرعی حیثیت کو نہیں سمجھ پائے گا، اس لئے سننے والوں کا فرض ہوگا

کہ اپنے یہاں کے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں، اور ان کے فیصلہ پر عمل کریں، یہ مسئلہ شرعاً انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

۱۲۔ پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اس وقت ہوگا جب اس کی اطلاع اصول واحکام مذکور کے مطابق ہو۔

۱۳۔ مختلف شہروں کے ریڈیو الگ الگ خبریں دیں کہ یہاں چاند دیکھا گیا تو اس تعدد خبر کی بنیاد پر غور کر کے فیصلہ کرنا کہ یہ خبر مستفیض ہے کہ نہیں، اور یہ اعلان قابل اعتبار ہے یا نہیں، علماء کا کام ہے، عوام کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

۱۴۔ تار، خط، ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے، ہاں اگر خصوصی انتظامات کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار، ٹیلیفون اور خطوط آئیں اور علماء محسوس کریں کہ اس سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے، تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول قرار پائے گا۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء کے دستخط ہیں:

۱۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۔ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
۳۔ مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ
۴۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۵۔ مولانا احمد عروج قادریؒ
۶۔ مولانا محمد اویس ندویؒ
۷۔ مولانا عمران خان ندویؒ
۸۔ مولانا مجیب اللہ ندویؒ
۹۔ مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۱۰۔ مولانا اسحاق سندیلوی ندویؒ

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ فیصلہ والی نشست میں موجود نہیں تھے، جب انہیں اس فیصلہ کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے فیصلہ شق ۴ میں اپنی جانب سے ایک نوٹ شامل کرنے کی تجویز دی، نوٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کا چارٹ ماہرین فلکیات ہی تیار کر سکتے ہیں، ایک ماہ کی مسافت کی دوری کا معیار اب کام نہیں دے سکتا۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

چنانچہ مولانا دریابادی کے ایک نوٹ کے ساتھ مذکورہ فیصلہ شائع کیا گیا۔

حکومت سے قرضہ حاصل کرنے کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوی نے اس موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب کیا، جس میں قرضہ لینے کی ضرورت، اس کے نقصانات، افراد کو حکومت کی طرف سے دئے والے قرضے، ملازمین کو ملنے والے قرضے، امداد باہمی سوسائٹیوں کے ذریعے دئے جانے والے قرضے، مالیاتی اداروں اور سود اور ٹیکس میں فرق وغیرہ کو تفصیل سے واضح کیا گیا تھا، اس مسئلہ پر درج ذیل مقالات مجلس کو موصول ہوئے:

۱۔ مفتی محمد شفیع صاحب دارالافتاء، دارالعلوم کراچی، پاکستان، تاریخ تحریر: ۴ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ

۲۔ مولانا محمد وجیہ صاحب، مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ، ضلع حیدرآباد پاکستان مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، تاریخ تحریر: ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

۳۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب

۴۔ مولانا محمد یحییٰ قاسمی، مفتی دارالافتاء، امارت شرعیہ بہار، تاریخ تحریر: ۱۲، صفر ۱۳۸۶ھ

۵۔ مولانا عبدالصمد رحمانی، دارالتالیف مانڈر، کھگڑیا، ضلع مونگیر، تاریخ تحریر: ۱۳/ جولائی ۱۹۶۶ء

۶۔ مولانا محمد میاں صاحب، دارالافتاء مدرسہ امینیہ، دہلی، تاریخ تحریر: ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۶۶ء

۷۔ مولانا سید احمد عروج قادری، تاریخ تحریر: ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء

۸۔ مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری، دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مع تصویب مولانا مفتی سید محمد یحییٰ سہارنپوری

۹۔ مولانا شمس الحق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ رحمانی، مونگیر)

۱۰۔ مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی

مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم

مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینی کے علی گڑھ جانے کے بعد دوسری مشاورتی نشست منعقدہ ۱۵ ستمبر ۱۹۶۴ء میں مجلس کی ذمہ داری دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سینئر استاذ مولانا اسحٰق سندیلوی ندوی کے سپرد کی گئی، مولانا سندیلوی صاحب نے مجلس کے تخیل کو عملی صورت دینے کی بڑی کامیاب کوشش کی، ملک کے نامور علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مذکورہ تین اہم ترین مسائل پر اجتماعی غور وفکر کا نظام بنانا مولانا سندیلوی کی کوششوں کا ثمرہ ہے، مولانا نے اپنی علمی وعملی کوششوں سے نہ صرف نئے مسائل پر غور وفکر کرنے کے رجحان کو نئے بال وپر عطا کئے بلکہ انہوں نے ندوۃ العلماء اور بطور خاص مجلس تحقیقات شرعیہ کو علمی وفقہی دنیا میں ایک شناخت عطا کی، لیکن افسوس کہ ۱۹۷۰ء میں مولانا کے کراچی پاکستان تشریف لے جانے کی وجہ سے علم وفقہ کے اس کارواں کی رفتار سست پڑ گئی، ان کے بعد مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب مجلس کے تیسرے ناظم مقرر ہوئے، مولانا نے دارالعلوم میں تدریسی خدمات کے ساتھ اس ذمہ داری کو بھی سنبھالا، آپ کے دور میں مجلس کی ایک مشاورتی نشست ہوئی، اس کے بعد مجلس کے طریقہ کار میں بڑی تبدیلی آئی، اور مجلس کی سرگرمیوں کا رخ اجتماعی غور وفکر سے انفرادی تحقیق میں تبدیل ہو گیا۔

مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست

مجلس تحقیقات شرعیہ کی پانچویں مشاورتی نشست ۱۵، ۱۶ مئی ۱۹۷۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقد ہوئی، جس میں سرکاری قرضہ کے علاوہ مجلس کے طریقہ کار اور دیگر موضوعات پر گفتگو ہوئی، اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئیں؛

۱۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
۲۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۳۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۴۔مفتی نظام الدین صاحبؒ
۵۔مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
۶۔مولانا شاہ عون احمد پھلوارویؒ

۷۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ
۸۔مولانا سید عروج احمد قادریؒ
۹۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۱۰۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ
۱۱۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ
۱۲۔مولانا محمد تقی امینیؒ
۱۳۔مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ
۱۴۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۱۵۔مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ
۱۶۔مولانا شبیر احمد میرٹھیؒ
۱۷۔مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی تحریک پر پہلے دن کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ نے کی جبکہ دوسرے دن کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب نے، ان دونوں نشستوں میں درج ذیل کارروائی انجام پائی:

۱۔حکومت سے قرض لینے کے مسئلہ میں اراکین مجلس اور مدعووین کے درمیان باہم بحث ومباحثہ کے بعد ایک سب کمیٹی بنائی گئی تا کہ مذکورہ گفتگو کی روشنی میں بیان تیار کرے، اس سب کمیٹی میں درج ذیل افراد شامل تھے:

۱۔مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ
۲۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ
۲۔مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ
۴۔مولانا برہان الدین سنبھلی صاحبؒ

مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ اور مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ نے تحریری بیان مرتب فرمایا، دوسری نشست میں یہ تحریریں پیش کی گئیں، ان پر غور وفکر اور بحث وگفتگو کے بعد شرکاء کو محسوس ہوا کہ اس مسئلہ پر مزید غور وفکر کی ضرورت ہے، چنانچہ مزید غور وفکر کے لئے درج ذیل ارکان پر مشتمل پھر ایک سب کمیٹی بنائی دی گئی:

۱۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ
۲۔مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ
۳۔مولانا مفتی نظام الدینؒ (دیوبند)
۴۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۵۔مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ
۶۔مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ

۲۔صدر مجلس نے یہ تجویز رکھی کہ پوری مجلس کا جلد جلد جمع ہونا حضرات اراکین کی

مصروفیات ودیگر وجوہ کی بناپر مشکل ہوتا ہے،اس لئے مناسب ہوگا کہ چندارکان کی ایک مستقل کمیٹی مقرر کردی جائے،وہ حسب ضرورت جلداز جلداپنااجتماع کرکے مسائل کے بارے میں غور وفکر وتبادلہ خیالات کیا کرے،اور پھراس کمیٹی کے نتائج تمام حضرات ارکان کے پاس اظہار رائے کے لئے بھیج دئے جایا کریں،اوراگرضرورت محسوس ہوتو پوری مجلس طلب کی جائے،چنانچہ باہمی مشورہ اوراتفاق سے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی:

۱۔مولانا محمد منت اللہ رحمانیؒ ۲۔مولانا مفتی نظام الدینؒ (دیوبند)
۳۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ ۴۔مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ
۵۔مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ ۶۔مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ

۳۔اس نشست میں مجلس کے صدر محترم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی ایک تحریر پڑھی گئی جس میں مولاناؒ نے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی تدفین اوراس کے سلسلہ میں پیدا ہوئے والے اس افسوسناک اختلاف کا بھی ذکر کیا جس کا تذکرہ بعض اخبارات ورسائل میں بھی آچکا ہے،اور ہندوستان وپاکستان کے اکابر علماء واہل فتوی کے ان فتاوی کا بھی ذکر کیا جواس سلسلہ میں لکھے گئے ہیں،ان میں سے دوفتوے جوحال ہی میں لکھے گئے ہیں (ایک مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری کا اور دوسرا مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کا) مجلس میں پڑھے گئے اوراس کے بعد باتفاق حسب ذیل تجویز منظور کی گئی:

مجلس کے ہم تمام ارکان اس شرعی رائے سے متفق ہیں جومسئلہ کے بارے میں ان دونوں فتوی میں ظاہر کی گئی ہے،اور فیما بیننا وبین اللہ اس پر مطمئن ہیں کہ تدفین کی جوصورت بیان کی گئی ہے اس میں تدفین شرعا متحقق ہوگئی،اور قطع نظر اس سے کہ تدفین کس طرح ہوئی،اوراس میں کیا اور کس درجہ خامی رہ گئی،اب میت کو وہاں سے منتقل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے،بلکہ اس میں بہت بڑے اور دوررس مفاسد ہیں،اور ہندوستان یا پاکستان کی حکومتوں کو اس میں مداخلت کی دعوت دینا تو بہت ہی خطرناک ہے،بالخصوص اس صورت میں کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خاندان جوشرعی ولی بھی ہیں اس منتقلی کے لئے کسی

طرح راضی نہیں ہیں۔

اس لئے مجلس ان حضرات سے جوغالباحضرت رائے پوریؒ کی محبت کے جذبہ سے مغلوب ہوکر رائے پور منتقلی کی تجویز پر اصرار کررہے ہیں،دردمندانہ اپیل کرتی ہے کہ جوکچھ ہوچکا اس کو تقدیر الٰہی سمجھ کر اس مسئلہ کو اب ختم کردیا جائے،یقین ہے کہ رفع نزاع کی نیت سے اور حکم شرعی کے تحت اپنے جذبات کے خلاف یہ اقدام کرنا ان حضرات کے لئے اللہ تعالی کی رضا اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی مسرت کا باعث ہوگا۔
(کارروائی رجسٹر قلمی)

مجلس کی کوششیں۔نئے انداز میں

مجلس کے نئے ناظم مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب نے مجلس کے طے کردہ مسائل اوران کے علاوہ دیگر پیش آمدہ مسائل پر تحقیقی مقالات ورسائل تیار کرنے کا کام شروع کیا،اوراس انداز سے مجلس تحقیقات کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہوگئے،دور حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل پر مولانا نے اپنی تحقیقات پیش کیں،جوکتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع ہوتے رہے،ابتدائی دور میں ہی رویت ہلال کے موضوع پر وقیع کتاب، بینک انٹرسٹ اور سرکاری قرضوں کا مسئلہ اور دیگر تحقیقی مقالات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کے قیام کے بعد سے ہی جدید فقہی مسائل پر مشتمل استفاءات وسوالات ملک وبیرون ممالک سے مجلس کے پاس آنے لگے تھے،مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کے دور میں اس تعداد میں خاصا اضافہ ہوگیا،مولانا نے ایسے تمام سوالات اور علمی اشکالات کے جوابات تحقیقی انداز میں لکھے،اس طرح کے سوالات و جوابات کا بڑا حصہ مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت تھی،مجلس نے اس کے قیام کے ابتدائی سالوں میں عصری مسائل کے لئے ملک کے صف اول کے علماء اورارباب

افتاء کوایک اسٹیج پر جمع کر کے مسائل پر اجتماعی غور وفکر کی نئی راہ دکھائی، انشورنس اور رویت ہلال جیسے موضوع پر اجتماعی غور وفکر سے حل تلاش کیا گیا، وہیں مجلس کے اس اقدام اور ملک کے ہر مکتب فکر کے ممتاز علماء کی شرکت کے ذریعہ علمی حلقوں میں وقت کے پیدا شدہ مسائل کے حل کی جانب توجہ عام ہوئی، اوراہل علم اس جانب متوجہ ہوئے، جدید مسائل کی طرف اہل علم کی توجہ مبذول کرانا اور ایسے مسائل پر کھلے ذہن کے ساتھ سوچنے اور انفرادی واجتماعی طور پر غور کرنے کا مزاج بنانا مجلس کا تنہا ایک کام ہے جسے تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جانا چاہیے۔

تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت

گذشتہ کئی سالوں سے ندوۃ العلماء کے ذمہ داران اور کلیۃ الشریعہ کے سینئر اساتذہ اس بات کے لئے فکرمند تھے کہ کسی طرح مجلس تحقیقات شرعیہ کو زندہ کیا جائے، اوراس کی سرگرمیوں کو دوبارہ بحال کیا جائے، تاکہ مجلس کے ذریعہ شرعی موضوعات پر تحقیقی کاموں کا سلسلہ شروع ہو، اوردارالعلوم ندوۃ العلماء کے مختلف اساتذہ سے فقہی اورشرعی موضوعات پر تحقیقی کام کرایا جاسکے، نیزاس کے ذریعہ دارالعلوم کے طلبہ میں فقہی اور تحقیقی ذوق کو نکھارنے میں مدد لی جاسکے۔

نئے سکریٹری کا انتخاب

اسی ضرورت کے پیش نظر مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب کی حیات میں ہی ندوۃ العلماء کے ذمہ داران نے مجلس کی احیاء کا فیصلہ فرمایا، اوراس بارے میں باضابطہ ایک رسمی تحریر مورخہ ۳ صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو دفتر نظامت سے جاری ہوئی، جس میں دارالعلوم ندوۃ کے سینئر استاذ اورجدید مسائل پر گہری نظر رکھنے والے مولانا عتیق احمد بستوی کو اس ادارہ کی ذمہ داری دی گئی، اوران سے مجلس کا نیا نظام بنانے کے لئے کہا گیا۔

مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم سے تبادلہ خیال کر کے مجلس کا نیا نظام بنایا، لیکن اتفاق کہ ان دنوں دارالعلوم میں جاری کچھ دیگر مسائل کی وجہ سے مجلس کا آغاز نہیں ہوسکا، اس درمیان مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب بھی ۱۷/جنوری ۲۰۲۰ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے، ان اسباب کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی گئی، بالآخر ۱۶ فروری ۲۰۲۰ء کو مجلس کے معاونین متعین ہوئے، اوراس کے چند دن بعد ہی مجلس کا نیا دفتر اپنے نئے ذمہ دار و معاونین کے لئے تیار ہوگیا، اوراس طرح ایک طویل وقفہ کے بعد مجلس تحقیقات کا دفتر دوبارہ علمی وتحقیقی کاموں کے لئے کھل گیا۔

مقاصد میں توسیع

مجلس کے موجودہ سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے عصری مسائل کے لئے قائم فقہی اکیڈمیوں کے کاموں اورموجودہ حالات کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر مجلس کے مقاصد میں قدرے توسیع کی، تاکہ مجلس کا دائرہ محدود نہ رہے، اب مجلس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ دورحاضر کے پیدا کردہ نئے مسائل نیز وہ قدیم احکام ومسائل جو بدلے ہوئے عالمی یا ملکی حالات میں ازسرنو غور وخوض کے محتاج ہیں ان پر اجتماعی غور وخوض اورشرعی فیصلہ کی کوشش کرنا اورامت مسلمہ کو ان فیصلوں سے واقف کرانا۔

۲۔ دورحاضر میں جن مسائل اورسوالات پر سنجیدہ بحث وتحقیق کی ضرورت ہے ان کی فہرست سازی کرنا اوران مسائل وسوالات پر محقق علماء وفقہاء اور باصلاحیت وحوصلہ مند فضلائے مدارس وجامعات سے کتابیں اورمضامین لکھوانا اورانہیں مختلف زبانوں میں شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۳۔ اسلام کی جن تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں یا اعتراضات کئے جاتے ہیں ان موضوعات پر اطمینان بخش لٹریچر تیار کرنا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسے پھیلانے اورعام کرنے کی کوشش کرنا۔

۴۔پوری دنیااورخصوصاعالم عربی اورعالم اسلامی میں فقہ اورشریعت کے بارے میں جوتحقیقی ادارے یافقہ اکیڈمیاں ہیں،ان کے سیمیناروں،کانفرنسوں اورتحقیقی کاموں سے واقف رہنے اوران سے علمی رابطہ رکھنے کی کوشش کرنااورہندوستان کے ممتازفقہاء وعلماء کو ان سے واقف کرانے کی کوشش کرنا۔

۵۔اسلام کے عائلی قوانین (نکاح،طلاق،وراثت وغیرہ) کے بارے میں ایسی کتابیں اورمضامین تیارکراناجن میں ان قوانین کی بھرپوروضاحت ہو،ان پرکئے جانے والے اعتراضات وشبہات کے اطمینان بخش جوابات ہوں،اوردوسرے عائلی قوانین سے ان کاموازنہ بھی کیاگیاہو۔

۶۔ہندوستان کی اعلی عدالتوں (سپریم کورٹ اورہائی کورٹ) کے مسلم پرسنل لاکے بارے میں دئے گئے مخالف شریعت فیصلوں کاقانونی اورشرعی جائزہ تیارکرانااوراسے شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۷۔دارالافتاء ندوۃ العلماء میں آنے والے اہم اورتحقیق طلب سوالات ومسائل کا تحقیقی جواب تیارکرنا۔

۸۔دارالعلوم ندوۃ کے طلبہ میں فقہی ذوق ومزاج کوپروان چڑھانے کے لئے اہم فقہی موضوعات پرمحاضرات،مقابلے،مذاکرے منعقدکرانا۔

۹۔دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کم ازکم دوہونہارفضلاء جن کی فقہ وافتاء میں اچھی صلاحیت ہو،انہیں معقول اسکالرشب کے ساتھ تصنیفی تربیت کے لئے منتخب کرنا،اوران سے فقہی موضوعات پرعلمی وتحقیقی کام لیناتاکہ مستقبل میں وہ فقہی وشرعی موضوعات پربہتر سے بہترکام کرسکیں۔

۱۰۔مذکورہ بالامقاصدکوبروئے کارلانے کے لئے مختلف اقدامات کرنا،پروگرام بنانا، سیمیناراورکانفرنسیں منعقدکرانا،اسٹڈی گروپ تشکیل دینا،ورکشاپ منعقدکرنا،وغیرہ

مجلس کے سرپرستان،ارکان مشاورت اورعلمی معاونین

ذمہ داران ندوۃ العلماء کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کامکمل نظام بنایاگیا،اور مقاصد کے ساتھ طریقہ کاراورذمہ دارومعاونین کی تحدیدکی گئی۔

مجلس کے زیراہتمام انجام پانے والے علمی وتحقیقی کاموں کی نگرانی کے لئے دوطرح کی مشاورتی کمیٹی بنائی گئی،پہلی مشاورتی کمیٹی ملک کے ممتازاصحاب علم وتحقیق پرمشتمل ہے جبکہ دوسری دارالعلوم کے علمی وتحقیقی ذوق رکھنے والے اساتذہ پرمشتمل۔

مشاورتی کمیٹی (ملک کے ممتازعلماء):

۱۔حضرت مولاناسیدمحمدرابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (بحیثیت عہدہ)

۲۔مولاناسیدمحمدحمزہ حسنی ندوی	(بحیثیت عہدہ)
۳۔مولاناڈاکٹرتقی الدین ندوی مظاہری	(بحیثیت عہدہ)
۴۔مولاناڈاکٹرسعیدالرحمٰن اعظمی ندوی	(بحیثیت عہدہ)
۴۔مولاناعتیق احمدبستوی	(سکریٹری مجلس)
۴۔مولاناخالدسیف اللہ رحمانی	(رکن مشاورت)
۵۔مولاناعبیداللہ اسعدی	(رکن مشاورت)
۶۔مولانانورالحسن راشدکاندھلوی	(رکن مشاورت)
مولانامحمدزکریاندوی سنبھلی	(رکن مشاورت)
۷۔مولاناڈاکٹرفہیم اخترندوی	(رکن مشاورت)
۸۔مولانامفتی راشدحسین ندوی	(رکن مشاورت)
۹۔مولانافیصل احمدبھٹکلی ندوی	(رکن مشاورت)

مشاورتی کمیٹی (اساتذہ):

دارالعلوم کے درج ذیل اساتذہ کومجلس کی مشاورت کارکن نامزدکیاگیا:

۱۔مولانامفتی محمدظفرعالم ندوی	(استاذفقہ ومفتی دارالافتاء)

٢۔مولانا مفتی محمد مستقیم ندوی (استاذ فقہ وقاضی دارالقضاء)

٣۔مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی (استاذ حدیث وفقہ)

٤۔مولانا حفظ الرحمٰن ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

٥۔مولانا مفتی مسعود حسن حسنی ندوی (استاذ فقہ ومفتی دارالافتاء)

مجلس کے علمی معاونین:

دارالعلوم میں علمی ذوق رکھنے والے درج ذیل نوجوان اساتذہ کو مجلس کا معاون علمی مقرر کیا:

١۔مولانا رحمت اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

٢۔مولانا محمد نصر اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

٣۔مولانا ڈاکٹر محمد علی ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

آفس سکریٹری:

مجلس کی انتظامی ذمہ داری راقم سطور (منور سلطان ندوی) کے سپرد کی گئی، کہ میں فتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب وتحقیق کے ساتھ اس اضافی ذمہ داری کو بھی انجام دوں۔

سرگرمیوں کا آغاز اور ترجیحی کام

مجلس کے سکریٹری، معاونین اور مشاورت میں شامل اساتذہ سے مشورہ کے بعد ترجیحی طور پر ان مقالات کی ترتیب وتحقیق اور اشاعت کا پروگرام بنایا گیا ہے جو مجلس کے زیر اہتمام مذکورہ تین مسائل پر مجلس کو موصول ہوئے تھے:

١۔انشورنس کے موضوع پر مجلس کا فیصلہ اور اس سے متعلق لکھے گئے مقالات

٢۔رویت ہلال کے موضوع پر مجلس کا فیصلہ اور اس سے متعلق لکھے گئے مقالات

٣۔سرکاری قرضہ کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والے مقالات

٤۔علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فقہی وشرعی مقالات کی ترتیب

مصادر (مطبوعہ):

١۔ندوۃ العلماء کا فقہی مزاج اور ابناء ندوہ کی فقہی خدمات، مولف: مولانا منور سلطان ندوی، ط: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

٢۔عصر حاضر کے مسائل اور مسئلہ اجتہاد، مولف: مولانا ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ط: اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی

٣۔تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٤۔تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق رویت ہلال، مرتب: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٥۔پندرہ روزہ تعمیر حیات، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٦۔ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ

٧۔ماہنامہ معارف، دارالمصنفین اعظم گڑھ

٨۔ہفت روزہ صدق جدید

٩۔روزنامہ سیاست، کانپور ١٩٦٣ء

قلمی تحریریں:

١۔کارروائی رجسٹر، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٢۔جلسوں کی رپورٹ، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٣۔مختلف قلمی تحریریں، محفوظ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ